مارکنگ اسکیم اردو

(Marking Scheme Urdu)

سینئر سیکنڈری اسکول امتحان

مارچ 2018

اردو (الیکٹیو)

Urdu (Elective)

ممتحن حضرات کے لئے عام ہدایات:

(General Instructions for Head Examiners and Examiners)

ممتحن حضرات کو چاہیے کہ کاپیوں کی اصلاً چیکنگ شروع کرنے سے قبل وہ کاپیوں کی چیکنگ کے لیے رہنمائی کے جو نکات طے کیے گئے ہیں ان نکات کو خوب سمجھ بوجھ کر ذہن نشین کر لیں۔

امتحان کی کاپیوں کی جانچ کے لئے یکسوئی کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرسری انداز سے کاپیوں کی چیکنگ کر دینا خود ہماری دیانت داری اور خلوص کو مجروح کرتا ہے۔ اس طرح کی چیکنگ میں بہت سی ناہمواریاں بھی رہ جاتی ہیں۔ دوران چیکنگ کچھ اساتذہ نرمی کا رخ اختیار کرتے ہیں تو کچھ خاصے سخت ہو جاتے ہیں۔ دونوں ہی صورتوں میں طلبا کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح کی ناہمواریوں سے بچنے کے لئے کافی غور و خوض کے بعد ان نکات کا تعین کیا گیا ہے جس پر عمل درآمد کر کے ہم معیاری انداز سے کاپیوں کی جانچ کر پائیں گے۔

کاپیوں کی چیکنگ کے سلسلے میں رہنمائی کے جو نکات پیش کئے جا رہے ہیں ضروری نہیں کہ طلبا کے جوابات نمونے کی تشریح اور توضیح کے ہی انداز پر ہوں۔ مرکزی خیال والے سوالات کے جوابات میں انداز بدل سکتا ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ نمبروں کی

تقسیم پر اس سے کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔آپ کو ہر حال میں مارکنگ اسکیم کے دائرے میں رہ کر ہی چیکنگ کا عمل انجام دینا ہے تاکہ ماضی میں ہوتی رہی ناہمواریوں کو دور کیا جاسکے۔

امید ہے کہ اس صبر آزما کام کو آپ اپنا فرض سمجھ کر انجام دیں گے۔

ممتحن حضرات کا رویہ مشفقانہ ہونا چاہیے قواعد اور املا کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

صدر ممتحن (Head Examiner) اس بات کو ہر طرح سے یقینی بنائیں کہ مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔ کچھ اساتذہ مارکنگ اسکیم (Marking Scheme) کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے روایتی انداز سے مارکنگ کرتے ہیں جس سے طلبہ کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔ اس طرف صدر ممتحن کو خصوصی توجہ دینی ہے۔

(1) سپریم کورٹ کے حالیہ حکم نامہ کے مطابق اب طلبہ اپنے جوابات کی کاپیوں کی عکسی کاپی (فوٹو کاپی) مقررہ فیس جمع کر کے سی۔بی۔ایس۔ای۔ سے حاصل کر سکتے ہیں اس لئے صدر ممتحن / ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ کاپیوں کی چیکنگ میں کسی قسم کی کوئی لاپرواہی نہ برتیں اور مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل کریں۔

(2) صدر ممتحن اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم (Marking Scheme) کے مطابق ہو رہی ہے، وہ ممتحن کی جانچی ہوئی ابتدائی پانچ کاپیوں کا باریک بینی سے جائزہ لے گا۔ جائزہ لینے اور یہ اطمینان کرنے کے بعد ہی کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم کے مطابق ہو رہی ہے ممتحن کو مزید کاپیاں جانچنے کے لیے دے گا۔

(3) ممتحن حضرات کو کاپیاں جانچ کے لئے صرف اسی وقت دی جائیں جب جانچ کے پہلے دن ممتحن اجتماعی یا انفرادی طور پر مارکنگ اسکیم پر تبادلۂ خیال کر چکے ہوں۔

(4) کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں دی ہوئی ہدایت کے مطابق ہی کی جائے گی۔ یہ جانچ بھی ممتحن کے اپنے روایتی اندازِ فکر اپنے تجربے اور کسی دیگر بات کو مد نظر رکھ کر نہیں بلکہ صرف مارکنگ اسکیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے کی جائے۔

(5) اگر کسی سوال کے کئی جزو ہیں تو ہر جزو کے نمبر بائیں ہاتھ کے حاشیہ میں الگ الگ دیے جائیں اور پھر تمام اجزا میں حاصل نمبروں کو جمع کر کے سوال کے آخر میں حاشیئے میں لکھ کر اس کے گرد دائرہ بنا دیا جائے۔

(6) اگر کوئی طالب علم ایسا جواب لکھتا ہے جو مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے لیکن وہ جواب صحیح ہے تو صدر ممتحن سے مشورہ کے بعد نمبر دیے جائیں۔

(7) اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ یعنی ایکسٹرا جواب لکھتا ہے تو جو جواب زیادہ معیاری ہو اس پر نمبر دیا جائے اور کم معیاری جواب کو زائد (Extra) تصور کرتے ہوئے کاٹ کر وہاں Extra لکھ دیا جائے۔ اور اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ جواب تحریر کر دیتا ہے اور پھر غلطی سے یا جلد بازی میں انھیں کاٹ دیتا ہے تو ایسی صورت میں زیادہ معیاری جواب کو ہی مطلوبہ جواب تصور کرتے ہوئے نمبر دیے جائیں۔

(8) اگر کوئی طالب علم دئے ہوئے اقتباس یا اس کے کسی حصے کو اپنے جواب کے لئے استعمال کرتا ہے مثلاً اقتباس میں دی ہوئی معلومات کو اپنے مضمون کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کے نمبر نہیں کاٹے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کا جواب دریافت کئے گئے سوالات سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

(9) ممتحن حضرات کو سب ہی سیٹ کے سوال ناموں کی مارکنگ اسکیم کا باریک بینی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس سے کہ وہ ہر سیٹ کی مارکنگ اسکیم سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

(10) ممتحن حضرات کو چاہیے کہ جواب کی ہر کاپی کو کم سے کم پندرہ سے بیس منٹ کا وقت دیتے ہوئے اس طرح چیک کریں کہ روز بیس سے پچیس کاپی چیک کرنے میں پانچ سے چھ گھنٹے ضرور لگیں۔

(11) ممتحن حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں بتائی گئی نمبروں کی تقسیم کے مطابق ہی ہو۔

(12) ممتحن حضرات کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ان کے پاس ایک نمبر (1) سے لے کر سو (100) نمبر تک کا پیمانہ ہے۔ برائے کرم اگر کسی سوال کا جواب درست ہے تو صد فی صد (100%) نمبر دینے سے گریز نہ کریں۔

(13) صدر ممتحن/ ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اگر کاپیوں کی چیکنگ کے دوران کوئی ایسا جواب سامنے آتا ہے جو بالکل غلط ہے تو اس پر کراس (×) کا نشان لگا دیا جائے اور صفر دیا جائے۔

(14) زبان وادب کی کاپیاں جانچنے والے اکثر حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی طالب علم کو صد فی صد نمبر دینا ناممکن ہے۔ یہ خیال روایتی اور رجعت پسندانہ ہے۔اس عمل سے گریز کیا جانا اشد ضروری ہے۔

(15) اقدار پر مبنی سوالات کے سلسلے میں صدر ممتحن/ ممتحن حضرات کے لیے خصوصی ہدایت یہ ہے کہ اگر طالب علم مناسب دلیلوں کے ساتھ کوئی ایسا جواب تحریر کرتا ہے جس کا حوالہ مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے تو اسے بھی درست تصور کیا جائے اور پورے نمبر دیے جائیں۔

(16) جب طلبا تخلیقی اظہار کرتے ہوں تب ان کے خوشخط اور املا پر بھی نمبر دینے کا خیال رکھیں۔

(17) متبادل جوابات (MCQ) والے سوالوں کے جواب میں اگر طالب علم درست جواب کی عبارت نہ لکھ کر صرف (a)/(b)/(c) لکھ کر اس کی نشان دہی کرتا ہے تب بھی اسے پورے نمبر دیئے جائیں گے۔

Series — SGN	SET — 4

Code

No. 30

مارکنگ اسکیم

اردو (الیکٹیو)

URDU (Elective)

کل نمبر: 100   مقررہ وقت:3 گھنٹے

Time Allowed: 3 Hours   M.M. 100

سوال نمبر	ممکنہ جوابات/ویلیو پوائنٹ	نمبروں کی تقسیم
1	درج ذیل میں سے کسی ایک اقتباس کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق پوچھے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ 10 **(الف)** "انسان کہتا ہے کہ مچھر بڑا کم ذات ہے۔ کوڑے کرکٹ، میل کچیل سے پیدا ہوتا اور گندی موریوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور بزدلی تو دیکھو اس وقت حملہ کرتا ہے جب کہ ہم سو جاتے ہیں۔ سوتے پر وار کرنا، بے خبر کے چرکے لگانا مردانگی نہیں ہے۔ صورت تو دیکھو کالا بھتنا، لمبے لمبے پاؤں، بے ڈول چہرا، اس شان و شوکت کا وجود اور آدمی جیسے گورے چٹے، خوش وضع کی دشمنی۔ مچھر کی سنو تو وہ آدمی کو کھری کھری سناتا ہے اور کہتا ہے کہ جناب ہمت ہے تو مقابلہ کیجیے۔ ذات صفات نہ دیکھیے۔ میں کالا سہی، بدرونق سہی مگر دلیری سے آپ کا مقابلہ کرتا ہوں۔ یہ الزام سراسر غلط ہے کہ بے خبری میں آتا ہوں اور سوتے میں ستاتا ہوں۔ حضرت میں تو کان	

	میں آکرالٹی میٹم دے دیتا ہوں کہ ہوشیار ہو جاؤ اب حملہ ہوتا ہے۔ تم ہی غافل رہو تو میرا کیا قصور ہے۔ اپنے بھائی نمرود کا قصہ بھول گئے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ کس نے اس کا غرور توڑا، کون اس پر غالب آیا؟ کس کے سبب اس کی خدائی خاک میں ملی؟ میرے ہی ایک بھائی مچھر نے اس سرکش کا خاتمہ کیا تھا۔" (i) یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا نام کیا ہے؟ (ii) انسان کو مچھر کے کردار میں کیا برائیاں نظر آتی ہیں؟ (iii) انسان نے مچھر کے حلیے کے بارے میں کیا کہا ہے؟ (iv) مچھر نے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کے جواب کے بارے میں کیا کہا؟ (v) مچھر نے اپنی تعریف میں کیا کیا باتیں کہیں؟ **(ب)** "خوجی سے ہماری پہلی ملاقات نواب صاحب کے تاریخی بٹیر صف شکن علی شاہ کے گم ہو جانے کے وقت ہوتی ہے۔ جہاں بہت سے مصاحب نواب صاحب کو بٹیر کی گم شدگی کی تعزیت دے رہے ہیں، وہاں خوجی بھی ہے۔ اس میں کوئی خصوصیت ایسی ضرور ہے کہ وہ بہت جلد ہمیں اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اس کی تیز زبانی، اس کے فقرے، اس کی خالص افیونیوں کی سی گفتگو، سب میں ایک ذہین بھانڈ کی کیفیت ہے۔ خوجی کی وہ خصوصیت جو اسے زوال آمادہ جاگیردارانہ تمدن کا خاص کردار بناتی ہے اس کا جذبہ وفاداری ہے۔ جب وہ نواب صاحب کے یہاں تھا تو ان کا نمک خوار ہونے کی حیثیت سے ان کا دم بھرتا تھا۔ جب یہی وفاداری آزادی کی طرف منتقل ہو گئی تو وہ ان کے لیے اپنی جان کو مصیبتوں میں ڈالنے کے لیے دکھائی دیتا ہے۔ وہ بنا ہوا درباری ظریف یا بھانڈ نہیں ہے بلکہ ایک نفسیاتی کردار ہے جس میں سچائی اور اپنی فطرت کے ساتھ خلوص پایا جاتا ہے۔" (i) یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا نام کیا ہے؟ (ii) خوجی سے ہماری پہلی ملاقات کب ہوتی ہے؟	

	(iii) خوجی کے کردار میں ہمیں کون کون سی خصوصیات نظر آتی ہیں؟	
	(iv) خوجی کے جذبہ وفاداری کے بارے میں مصنف کی کیا رائے ہے؟	
	(v) خوجی کے کردار کی اور کون سی خصوصیات کا مصنف نے ذکر کیا ہے؟	
	جواب:	
	(الف)	
1+1=2	(i) سبق کا نام—— مچھر مصنف کا نام—— خواجہ حسن نظامی	
2	(ii) انسان کا کہنا ہے کہ مچھر کم ذات ہوتا ہے، کوڑے کرکٹ، میل کچیل سے پیدا ہوتا ہے اور گندی موریوں میں زندگی بسر کرتا ہے، بزدل ہوتا ہے اور اس وقت حملہ کرتا ہے جب انسان سو رہا ہوتا ہے۔	
2	(iii) مچھر کا حلیہ کالا بھتنا، لمبے لمبے پاؤں، بے ڈول چہرہ ہوتا ہے۔	
2	(iv) مچھر نے کہا کہ ہمت ہے تو مقابلہ کیجیے۔ ذات صفات نہ دیکھیے۔ مچھر نے کہا میں کالا ضرور ہوں، بد رونق ہوں مگر پھر بھی دلیری سے انسان کا مقابلہ کرتا ہوں۔ مچھر نے کہا کہ یہ بات غلط ہے کہ میں بے خبری میں آتا ہوں بلکہ میں تو کان میں الٹی میٹم دیتا ہوں کہ ہوشیار ہو جاؤ اب حملہ ہونے والا ہے۔	
2	(v) مچھر نے اپنی تعریف میں کہا کہ نمرود کا قصہ بھول گئے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، کسی کی حقیقت نہ سمجھتا تھا، اس کا غرور ہم نے توڑا۔	
کل نمبر= 10	**(ب)**	
1+1=2	(i) سبق کا نام—— خوجی، ایک مطالعہ مصنف کا نام—— احتشام حسین	
2	(ii) خوجی سے ہماری پہلی ملاقات نواب صاحب کے تاریخی بٹیر صف شکن علی شاہ کے گم ہو جانے کے وقت ہوتی ہے۔	
2		

2 2 **کل نمبر-10**	(iii) خوجی کے کردار میں جذبہ وفاداری، دنیادار آدمی کا تدبر، اپنی طرف متوجہ کر لینے والی خصوصیت ہے۔ تیز زبانی، فقرے بازی، خالص افیونیوں کی سی گفتگو وغیرہ۔ (iv) خوجی کے جذبہ وفاداری کی وجہ سے اس کے زوال آمادہ جاگیر دارانہ تمدن کا خاص کرداد قرار دیتا ہے۔ان کے جذبہ وفاداری کا اظہار کئی موقعوں پر ہوتا ہے۔ مصنف کی رائے ہے کہ جب وہ نواب صاحب کے یہاں تھا تو ان کا نمک خوار ہونے کی حیثیت سے ان کی محبت کا دم بھرتا تھا اور جب یہی وفاداری آزاد کی طرف منتقل ہوئی تو اس پر ہر دم جاں نثار کرنے کو تیار نظر آتا تھا۔ (v) خوجی کا کردار ایک نفسیاتی کردار ہے جس میں سچائی اور اپنی فطرت کے ساتھ خلوص پایا جاتا ہے۔ان کی نمک خواری، وفاداری، ہر دم جاں نثار کرنے کو تیار رہتا تھا۔	
2 1/2	درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا سو(100)الفاظ میں جواب لکھیے۔ 5 (i) اخترالایمان نے اپنی خود نوشت 'اس آباد خرابے میں' اپنے بچپن کی مصیبتوں اور پریشانیوں کے جو واقعات بیان کیے ہیں ان میں سے کوئی دو لکھیے۔ (ii) قرۃالعین حیدر کے افسانے ''فوٹو گرافر'' کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔ **جواب:** (i) اخترالایمان نے اپنی خود نوشت ''اس آباد خرابے میں'' اپنے بچپن کی مصیبتوں اور پریشانیوں کے جو واقعات بیان کیے ہیں ان میں ایک تو یہ ہے کہ سگھ مدرسہ میں کھانا کم اور کھانے کا انتظار زیادہ رہتا تھا۔ راتوں کو افزائش رزق کے لیے چلہ کشی اور قرآن خوانی ہوتی۔ جب کئی دن تک آس پاس کے گاؤں سے کوئی دعوت یا اور کچھ کھانے کو نہیں آتا تھا تو لڑکوں کو منہ اندھیرے اٹھایا جاتا تھا، انھیں کچھ کنکریاں دے دی جاتی تھیں جن پر وہ قرآن کی سورۃ کئی کئی بار پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔ سردیوں کی راتوں میں اٹھنا مصیبت معلوم ہوتا تھا۔ اپنی ایک اور پریشانی کا	2

2 1/2 **کل نمبر--5**	ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سگھ مدرسہ میں قیام کے دوران ہر طرف جنگل ہونے کی وجہ سے رات کو بھنگے اور پتنگے بہت آتے تھے اور جب کھانا کھانے بیٹھتے تھے تو دال میں گر جاتے تھے۔ان کی بو اتنی تیز اور خراب ہوتی تھی کہ اب تک میری ناک میں بسی ہوئی ہے۔		
5	''فوٹو گرافر'' قرۃ العین حیدر کا ایک بہترین علامتی افسانہ ہے۔اس افسانے میں انھوں نے کائنات کی ایک بڑی سچائی بیان کی ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال اور ہر شے کو فنا ہونا ہے۔ فوٹو گرافر جو اس افسانے کا مرکزی کردار ہے اسے ایک علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ایک پہاڑی گیسٹ ہاؤس میں فوٹو گرافر مدتوں سے موجود ہے۔اس نے پلیا پر بیٹھے بیٹھے بدلتی دنیا کے رنگ دیکھے ہیں۔پہلے یہاں صاحب لوگ آتے تھے۔دوسری بڑی لڑائی کے زمانے میں امریکن آنے لگے۔ پھر ملک کو آزادی ملی تو اکا دکا سیاح نئے بیاہے جوڑے، مصور اور کلاکار جو تنہائی چاہتے تھے۔ایسے لوگ جو سکون اور محبت کے متلاشی ہیں جس کا زندگی میں کوئی وجود نہیں۔ کیوں کہ ہم جہاں جاتے ہیں فنا ہمارے ساتھ ہے۔ قرۃ العین حیدر نے اس افسانے کے ذریعے بتایا ہے کہ اگرچہ انسان اس بات سے واقف ہے کہ موت برحق ہے لیکن اس کے باوجود زندگی کی چھوٹی چھوٹی مسرتوں سے نہیں بھاگتا۔زکام ہونے پر دوا لیتا ہے اور ایک دوسرے کے لیے فکر مند رہتے ہیں اور انھیں باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ فوٹو گرافر میں قرۃ العین حیدر کا تصور وقت صاف جھلکتا ہے جب وہ نامور رقاصہ پندرہ برس بعد اسی گیسٹ ہاؤس میں آتی ہے تو والرس کی ایسی مونچھوں والا فوٹو گرافر بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور وہ نوجوان لڑکی اب ادھیڑ عمر کی عورت ہے جسے فوٹو گرافر پہچان نہیں پایا۔ وہ عورت اسی کمرے میں ٹھہرتی ہے اور چلتے وقت جب وہ سنگھار میز کی دراز کھولتی ہے تو اس میں وہی تصویر ملتی ہے جو فوٹو گرافر نے پندرہ سال پہلے اس کے ساتھی کے ساتھ کھینچی تھی جب وہ ایک نوجوان لڑکی تھی اور اب اس کا ساتھی اس سے بچھڑ چکا ہے۔	(ii)	

	وقت ہر جذبہ، شے اور تعلق کو فنا کر دیتا ہے۔ زندگی انسانوں کو کھا گئی، صرف کا کروچ باقی رہیں گے۔ قرۃ العین حیدر نے فوٹو گرافر، نامور رقاصہ اور اس کے نوجوان ساتھی کی کردار نگاری بھی بہترین طریقے سے کی ہے۔ بحیثیت مجموعی فوٹو گرافر قرۃ العین حیدر کا ایک بہترین افسانہ ہے۔	**کل نمبر= 5**
3	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 10 (i) ڈاکٹر خالص نے جدید شعرا کی مجلس میں شاعری کی کون کون سی خصوصیات بتائی ہیں؟ (ii) رام لعل پاکستان کیوں جانا چاہتے تھے اور لاہور پہنچ کر وہ کن معروف ادیبوں سے ملے؟ (iii) افسانہ 'میں وہ' کے اس جملے "اب موت نہیں زندگی مایوس کرتی ہے" کی وضاحت کیجیے۔ (iv) "دوسرا جنم ہم کو ملا" اس سے غالب کی کیا مراد ہے؟ غالب نے یہ کس کے خط میں لکھا ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔ **جواب:** (i) ڈاکٹر خالص نے ردیف اور قافیے کی آزادی کو جدید شاعری بتاتے ہوئے کہا کہ آپ نے اردو شاعری کو ردیف قافیہ کی زنجیروں میں قید کر رکھا تھا ہم نے اس کے خلاف جہاد کر کے اسے آزاد کیا ہے۔ اب اس میں وہ اوصاف پیدا کیے جو خارجی خصوصیات سے زیادہ اہم ہیں۔ اس سے مراد رفعت تخیل، تازگی، افکار اور ندرت فکر سے ہے۔ (ii) تقسیم ملک کے بعد رام لعل ہندوستان چلے آئے تھے لیکن انھیں اپنا وطن یاد آتا رہتا تھا۔ وہ جڑوں کی تلاش میں رہتے تھے اور اسی لیے وہ پاکستان جانا چاہتے تھے۔	5 3

	پاکستان میں رام لعل ڈاکٹر آغا سہیل، طاہر تونسوی، ابصار عبد العلی، طاہر رضا زیدی، راحت سعید، محمد حسن عسکری، محمد علی صولتی اور احمد ندیم قاسمی سے ملے۔	2
	(iii) ایک ضعیف زندگی کا تھکا ماندہ انسان اس افسانے کا مرکزی کردار ہے جس نے زندگی کے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ بدلتے زمانے کے روپ اس نے دیکھے ہیں اب وہ زندگی کے اس پڑاؤ پر ہے جہاں انسان کو موت کا انتظار ہوتا ہے۔ اب اس کی زندگی ویران ہے۔ اس میں کوئی لطف باقی نہیں ہے۔ اسی لیے وہ کہتا ہے کہ اب موت نہیں، زندگی مایوس کرتی ہے۔	5
	(iv) غالب نے 1857 کے بعد کی زندگی کو دوسرا جنم کہا ہے کیونکہ اس وقت جو ہنگامے ہوئے تھے اس میں غالب محفوظ رہے اس لیے اس کو وہ اس کو دوسرا جنم کہہ رہے ہیں۔	4
	یہ خط انھوں نے منشی ہر گوپال تفتہ کے نام لکھا تھا جب وہ 1857 کے ہنگامے کے حالات بیان کر رہے تھے۔	1 **کل نمبر** = 10
4	درج ذیل میں سے کسی ایک شعری حصے کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق پوچھے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ 10 **(الف)** لذت ترے کلام میں آئی کہاں سے یہ پوچھیں گے جا کے حالی جادو بیاں سے ہم عجب نظارہ تھا بستی کا اس کنارے پر سبھی بچھڑ گئے دریا سے پار اترتے ہوئے بس ایک زخم تھا دل میں جگہ بناتا ہوا ہزار غم تھے مگر بھولتے بسرتے ہوئے	

دیتے ہیں سراغ فصل گل کا

شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے

ہم نے انسانوں کے دکھ درد کا حل ڈھونڈ لیا

کیا برا ہے جو یہ افواہ اڑا دی جائے

(i) حالی نے اپنے کلام کی کن خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے؟

(ii) 'عجب نظارہ تھا بستی کا اس کنارے پر' سے شاعر کا کیا مطلب ہے؟

(iii) وہ کون سا ایک زخم تھا جس کو دل میں جگہ دینے کے لیے ہزار غم بھلا دیے گئے؟

(iv) شاخوں پر جلے ہوئے بسیروں سے فصل گل کا سراغ کیسے ملتا ہے؟

(v) شاعر نے کس افواہ کو اڑا دینے کی بات کی ہے؟

(ب)

شام کو جب جھیل کا پانی میں ڈالے اپنے پانو

دائرہ در دائرہ موجیں اٹھائے دیتے تھے ہم

تب تھکا ماندہ۔ انیندا، مضمحل سورج

اپنے خوابستان میں روپوش ہو جانے سے قبل

مسکرا کر ہم سے کہتا شب بخیر

اور چل پڑتے تھے ہم سب اپنے گھر

اپنے دل کی دائرہ در دائرہ موجوں میں سورج گھیر کر

اور اب؟

اب تو یہ بھی یاد رکھنا ہے محال

		کس طرف پورب ہے پچھم ہے کدھر ؟ کب اگا کرتا ہے سورج اور کب جاتا ہے ڈوب ؟ کس کو بستر میں پتہ ! کس کو دفتر میں پتہ !	
	(i)	درج بالا شعری حصہ کس نظم سے لیا گیا ہے ؟اور اس نظم کے شاعر کا نام کیا ہے ؟	
	(ii)	شام کے وقت جھیل کے پانی میں پاؤں ڈال کر شاعر کیا کرتا تھا؟	
	(iii)	سورج کی کون کون سی خصوصیات گنائی گئی ہیں ؟	
	(iv)	اپنے گھر کی طرف لوٹتے ہوئے شاعر دل میں کیا باتیں لے جاتا تھا؟	
	(v)	پچھلے زمانے اور موجودہ زمانے میں کیا فرق آگیا ہے ؟	
		جواب: **(الف)**	
2	(i)	حالی نے اپنے کلام کی لذت کی طرف اشارہ کیا ہے۔	
2	(ii)	”عجب نظارہ تھا بستی کا اس کنارے پر“ سے شاعر کا مطلب یہ ہے کہ گھر سے تو سب ساتھ ہی نکلے تھے مگر دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچتے پہنچتے عجب افرا تفری کا عالم تھا اور سب ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تھے۔	
2	(iii)	وہ محبت کا زخم تھا جس کو دل میں جگہ دینے کے لیے ہزار غم بھلا دیے گئے۔	
2	(iv)	خزاں کے بعد بہار کا موسم ضرور آتا ہے۔ شاخوں پر جلے ہوئے بسیروں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خزاں چمن سے ہو کر چلی گئی ہے اور اب فصل بہار آنے والی ہے۔	
2 **کل نمبر**= 10	(v)	شاعر نے اس افواہ کو اڑا دینے کی بات کہی ہے کہ ”ہم نے انسانوں کے دکھ درد کا حل ڈھونڈ لیا ہے۔“ **(ب)**	

<table>
<tr>
<td>
1
1
2

2
2

2

کل نمبر= 10</td>
<td>(i) درج بالا شعری حصہ نظم ''ملک بے سحر و شام'' سے لیا گیا ہے۔
اس کے شاعر کا نام ہے عمیق حنفی
(ii) شام کے وقت جھیل کے پانی میں پاؤں ڈال کر شاعر دائرہ در دائرہ موجیں اٹھا دیتا تھا۔
(iii) تھکا ماندہ، انیندا اور مضمحل جیسی سورج کی خصوصیات گنائی گئی ہیں۔
(iv) اپنے گھر کی طرف لوٹتے ہوئے شاعر دل میں دن بھر کے واقعات سے وابستہ باتیں لے جاتا تھا۔
(v) پچھلے زمانے اور موجودہ زمانے میں یہ فرق ہے کہ پچھلے زمانے میں انسان فطرت سے وابستہ تھا۔ آفتاب کے طلوع و غروب سے اس کا دن شروع و ختم ہوتا تھا مگر موجودہ زمانے میں انسان کی فطرت سے دوری اتنی بڑھ گئی ہے اب اسے یہ بھی پتہ نہیں کب اور کدھر سورج طلوع ہوتا ہے اور کب اور کدھر سورج غروب ہو جاتا ہے۔</td>
<td></td>
</tr>
<tr>
<td></td>
<td>درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا سو (100) الفاظ میں جواب لکھیے۔ 5
(i) ن۔م۔ راشد نے نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' میں کیا پیغام دیا ہے؟
(ii) معین احسن جذبی کے حالات زندگی اور غزل گوئی کی خصوصیات لکھیے۔
جواب:
(i) ن۔م۔ راشد (نذر محمد راشد) جدید اردو نظم کی بنیاد ڈالنے والوں میں ن م راشد کا نام بہت اہم ہے۔ کم عمر ہی میں شعر کہنے لگے تھے۔ جدید اردو پر ان کا احسان ہے کیونکہ انھوں نے اردو کو نیا رنگ و آہنگ عطا کیا۔ ان کی نظمیں غور و فکر کا مطالبہ کرتی ہیں۔ ان کے بہت سے شعری مجموعے ہیں۔</td>
<td>5</td>
</tr>
</table>

5	ن۔م۔راشد نے اپنی نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' مشرق پر مغرب کی بالادستی اور مغرب کے ہاتھوں سیاسی استحصال کے خلاف کھل کر آواز بلند کی۔ راشد نے مشرق کی فکر اور دانشورانہ روایت کو ایک نئی جہت دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ انسان اس کائنات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔اسے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے اور زندگی کے سلسلے کو آگے بڑھانا چاہیے۔ زندگی ایک مستقل امکان کا نام ہے۔ زندگی کا قافلہ رواں دواں رہتا ہے۔ زندگی کبھی نہیں رکتی۔ شہر اجڑتے ہیں، بستے ہیں، انسان مرتا ہے لیکن زندگی کا سفر جاری رہتا ہے۔ انسان کو حال پر نظر رکھنی چاہیے، مستقبل کے اندیشوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ہر طرح کی صورت حال میں جینے کا ہنر سیکھو۔		
2	معین احسن جذبی مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں 1912 میں پیدا ہوئے۔ جھانسی، لکھنؤ، آگرہ اور دہلی میں تعلیم حاصل کی، بغرض ملازمت مختلف شہروں میں قیام کیا۔اردو کے استاد کی حیثیت سے شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے وابستہ ہوئے اور 2004 میں وہیں انتقال ہوا۔	(ii)	
3	معین احسن جذبی ادب برائے زندگی کے قائل ہیں۔انسان کا دکھ درد ان سے دیکھا نہیں جاتا۔ مفلسی، ناداری سے نبرد آزما انسان دیکھ کر ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ داری کے خلاف اور مزدوروں کی حمایت کا جذبہ ان کے دردمند دل میں بھی موجود ہے۔ زندگی کے وسیع تجربے اور دل کی دردمندی نے ان کے کلام میں گہرائی اور وسعت پیدا کر دی ہے۔ وہ جذبے کے گہرائی میں ڈوب کر من کے موتی نکالنے کے ہنر سے واقف ہیں۔ان کے یہاں نہ چیخ پکار ہے اور نہ گھن گرج۔ان کی غزلیں ایک سبک آب جو کی مانند ہیں، دھیمی دھیمی مگر پُر اثر ہیں۔ان کی آواز میں نغمگی بھی ہے اور ترنم، گھلاوٹ اور درد کسک بھی۔ انداز بیان میں سنجیدگی، متانت، وزن و وقار بھی ہے اور ٹھہراؤ بھی۔ وہ پرانی لفظیات سے بھی نئے خیال کو پیش کرنے پر قادر ہیں۔		

	وہ فنکارانہ انداز سے اپنی بات اس طرح کہتے ہیں کہ سیدھی دل میں اتر جاتی ہے۔ جذبی کا خاص موضوع غم ہے۔ وہ غموں سے گھبراتے نہیں، جذبی اپنی باریک بین نگاہوں سے عام سی بات میں شعریت کا جوہر تلاش کر لیتے ہیں۔ یہی حوصلہ، یہی انداز بیان، یہی تاثر اور تاثیر تو ہے جو جذبی کو دوسروں سے ممتاز بناتی ہے۔	**کل نمبر** = 5
6	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 10 (i) نظم ''ارتقا'' میں جمیل مظہری نے انسان کی ترقی کے سلسلے میں کن رکاوٹوں کا ذکر کیا ہے؟ (ii) روحِ ارضی آدم کا استقبال کیوں کرتی ہے؟ (iii) یادوں کے بجھے ہوئے سویرے آنکھوں میں چھپائے پھرنے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟ (iv) عمیق حنفی کی نظم نگاری پر ایک نوٹ لکھیے۔ **جواب:** (i) نظم ''ارتقا'' میں جمیل مظہری نے جبر و قدر اور خیر و شر کو انسانی ارتقا کے سلسلے میں رکاوٹ بتایا ہے۔ (ii) آدم کا استقبال اس لیے کرتی ہے کہ خدا نے آدم سے ناراض ہو کر انھیں زمین پر بھیجا۔ زمین آدم کے لیے ایک نئی جگہ تھی۔ وہ یہاں نو وارد تھے۔ آدم کی آمد پر زمین کی روح نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ آدم کو ان کی حقیقت بتائی کہ کائنات میں سب سے بہتر تخلیق انسان کی ہے وہ اشرف المخلوقات ہے۔ تمام چیزیں اسی کے لیے پیدا کی ہیں اور سب چیزیں اس کی محکوم ہیں۔ فرشتوں نے بھی آدم کو ان کی عظمت کا احساس دلایا تھا۔ جنت سے زمین پر بھیجتے ہوئے اور اسی طرح دنیا میں ان کا شاندار استقبال روحِ ارضی نے کیا۔	 5 5

	(iii) ماضی کی حسین اور بھولی بسری یادوں کو شاعر نے یادوں کے بجھے ہوئے سویروں سے تعبیر کیا ہے۔	5
	(iv) **عمیق حنفی کی نظم نگاری کی خصوصیات:** عمیق حنفی نے اپنا ادبی سفر ترقی پسند تحریک کے عروج کے زمانے میں شروع کیا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام ''سنگ پیراہن'' اسی دور سے تعلق رکھتا ہے۔اس کے بعد جدیدیت کے زیر اثر آگئے۔ان کی نظم نگاری کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نت نئے شعری تجربے کرتے رہتے ہیں۔ جن موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں ان کے سارے امکانات کو بروئے کار لا کر انتہائی موثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔	5 **کل نمبر**= 10
7	درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا جواب سو(100)الفاظ میں لکھیے۔ 4 (i) ویکوم محمد بشیر کے افسانے ''جنم دن'' کا خلاصہ بیان کیجیے۔ (ii) آغا حشر کاشمیری کی ڈرامہ نگاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ان کے ڈرامے ''یہودی کی لڑکی'' کی روشنی میں لکھیے۔ **جواب:** (i) **جنم دن کا خلاصہ** مصنف کا جنم دن ہے لیکن مفلسی کا یہ حال ہے کہ آج کے دن بھی اس کے پاس نہ نئے کپڑے ہیں اور نہ ہی قرض لینے کا کوئی ذریعہ۔پڑوسی نے جنم دن کی مبارک باد دی۔ مصنف اپنے گھر سے دور ہے۔ایک مفلس مصنف پبلشر اس سے کہانیاں لکھواتا ہے مگر اسے پیسہ نہیں دیتا ہے۔دوستوں کا قرض دار ہے۔آج اپنے جنم دن پر اس کے پاس چائے پینے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔اب تو چائے بھی ادھار نہیں ملتی۔مکان مالک کرایہ نہ ملنے کی وجہ سے مکان خالی کرانے کے لیے کہتا ہے۔ڈپٹی کمشنر الٹے سیدھے مضمون لکھنے پر اسے ڈانٹتا ہے۔تنگ دستی سے تنگ آکر وہ خود کشی کرنے کی سوچتا ہے۔وہ سوچتا ہے کہ آج میرا جنم دن ہے۔میں کوئی غلط کام	4

	نہیں کروں گا۔ شام ہو جاتی ہے، بھوک سے اس کا دل بوجھل ہے، ہونٹ خشک ہو گئے ہیں۔ ایک دوست نے لنچ پر بلایا تھا۔ جب وہ اس کے گھر گیا تو پتہ چلا کہ دوست کسی ضروری کام سے اچانک چلا گیا ہے۔ یہ مایوس ہو کر واپس آجاتا ہے۔ راستے میں بھوک سے نڈھال ہو کر گرتا پڑتا گھر کی طرف واپس آجاتا ہے۔ راستے میں جو شناسا ملے وہ بھی یونہی گزر گئے۔ اس کے پیچھے سی آئی ڈی کا آدمی لگا ہوا ہے۔ ایک اجنبی عورت ڈھنگ کے کپڑے پہنے ہوئے خود اس سے مدد مانگتی ہے کیوں کہ اس کا شہر سیلاب میں تباہ ہو چکا تھا۔ وہ بتاتا ہے کہ بہن میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تبھی بینک کلرک کا ملازم لڑکا ماچس مانگنے آتا ہے۔ مصنف اس سے پانی مانگ کر پیتا ہے۔ لڑکا اس کی حالت دیکھ کر دو روپے واپسی کے وعدے پر اسے ادھار دینا کا وعدہ کرتا ہے لیکن وہ صرف دو آنہ لے کر آتا ہے۔ مصنف ایک آنے میں چائے بیڑی اور ڈوسا منگاتا ہے دونوں کھاتے ہیں مالک مکان کا کھانا رکھا ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو اسے بے چین کرتی ہے۔ یہ دیکھ کر کہ مکان مالک نہیں ہے باورچی خانے میں گھس کر پیٹ بھر کھانا کھا لیتا ہے اور پھر واپس اپنے کمر میں آجاتا ہے۔ (ii) **آغا حشر کاشمیری کی ڈرامہ نگاری** آغا حشر کاشمیری نے اردو ڈرامے کو ایک نیا معیار عطا کیا۔ پلاٹ کے اعتبار سے انھوں نے ڈرامے کو معاشی مسائل اور زندگی کے حقائق سے جوڑا۔ انھوں نے ڈراموں کی زبان میں شگفتگی پیدا کی۔ آغا حشر کے ڈراموں کے کردار متحرک اور فعال ہیں۔ کبھی کبھی اپنے کرداروں کے ذریعے کئی اصلاحی نقطے مزاحیہ انداز میں نکلوا دیتے تھے۔ ان کے ڈراموں میں اکثر عورت یا تو وفادار بیوی کی شکل میں یا پھر طوائف کے روپ میں نظر آتی ہے۔ آغا حشر اپنے ڈراموں میں طنز و مزاح کا عنصر خصوصی طور پر رکھتے تھے۔ تجارتی پہلو سے یہ ضروری بھی تھا۔ اس کی وجہ سے ڈرامے کے فن کو نقصان بھی	
4		

کل نمبر= 4	ہوا۔آغاحشر کاسب سے بڑاکارنامہ یہی تھاکہ صنف ڈرامہ کامعیار جوپارسیوں کے ہاتھوں پست ہوتاچلاجارہاتھااس کوایک معیار عطاکیا۔ ڈرامہ ''یہودی کی لڑکی'' آغاحشر نے 1913 میں لکھاجوبہت مشہور ہوا ہے۔اس ڈرامے میں یہودی قوم اور رومن سلطنت کے درمیان کی کشمکش کے پردے میں ہندوستانی عوام اور انگریزی حکومت کی کشمکش کو پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذااس ڈرامے کاایک علامتی مفہوم بھی ظاہر ہوتاہے جوآغاحشر کے کمالات میں سے ایک ہے۔اس کے کردار ہمیں متاثر بھی کرتے ہیں۔مکالمے چھوٹےاور برجستہ ہیں ۔انداز گفتگو کا ہے۔زبان سلیس اور رواں ہے تاکہ آغاحشر اپنے ڈرامے کوعوام تک باسانی پہنچانے میں کامیاب ہوجائیں۔پیش کش کے لحاظ سے ڈرامے میں کوئی ایسی چیز نہیں جواسٹیج پر پیش نہ کی جاسکے۔مجموعی طورپر یہ ایک شاہکارڈرامہ ہے جس میں آغاحشر نے اپنی تمام صلاحیتوں کوبروئے کارلانے کی کوشش کی ہے۔	
	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 6 (i) ''مرحوم کی یاد میں'' انشایئے میں موٹر کودیکھ کر مصنف کوکیاخیال آیا؟ (ii) جلتی جھاڑی میں بوڑھے مچھوارے کی تصویر کس انداز میں پیش کی گئی ہے ؟ (iii) پریم چنداپنے ناول ''بیوہ'' کے ذریعے کیاپیغام دیناچاہتے ہیں ؟ (iv) چیرویاکوف کوایک صاحب اخلاق انسان کیوں کہاگیا؟ **جواب:**	8
3	(i) موٹر دیکھ کر مصنف کوزمانے کی ناسازگی کاخیال آتاہے۔وہ کوئی ایسی ترکیب سوچنے لگتاہے کہ جس سے دنیاکی تمام دولت سب انسانوں میں برابر تقسیم کی جاسکے۔وہ اس ناانصافی پر کڑھتاہے اور اس ناانصافی کاخاتمہ وہ بم بناکر کرناچاہتا ہے۔	

3	(ii) ایک چھوٹی سی کرسی پر بیٹھا ایک بوڑھا آدمی چپ سی لگی ہوئی بالکل خاموش۔ بے حس و حرکت منھ میں پائپ دبی ہوئی۔ ہاتھ میں مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ بوڑھا کوٹ پہنے ہوئے ہے۔ ہاتھ میں مچھلی کا کانٹا ضرور ہے مگر دھیان کانٹے کی طرف نہیں، نہ ہی وہ مچھلی پکڑنا چاہتا تھا۔ جزیرے سے پرے شہر کے پلوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ رہ رہ کر منھ میں دبی ہوئی پائپ ہل اٹھتی تھی۔ بوڑھا ایک طرف یک ٹک دیکھے جارہا تھا۔	
3	(iii) ہندوستان سماج میں بیوہ کا برا حال تھا، خصوصاً ہندوؤں میں۔ ودھوا کو سماج سے باہر سمجھا جاتا تھا۔ اسے اچھوت کا درجہ دیا جاتا تھا۔ اس کی دوسری شادی کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔ کچھ انگریزی تعلیم کے اثر سے، کچھ مسلمانوں اور کچھ عیسائیوں سے اثر لے کر ہندو بھی ودھوا واہ (بیوہ کی شادی) کی حمایت کرنے لگے۔ اسی کو بنیاد بنا کر پریم چند نے اپنا ناول '' بیوہ'' لکھا جس میں بیوہ کی شادی کی حمایت کی گئی ہے۔	
3 **کل نمبر = 6**	(iv) چیرویا کوف اک ذرا سی چھینک آجانے پر شرمندہ ہوجاتا ہے۔ جب اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اس کے اس عمل سے دوسرے کسی محکمہ کے آفیسر کو دستانے سے اپنا سر اور منھ وغیرہ صاف کرنا پڑا ہے تو وہ اپنی اس غیر اخلاقی حرکت پر ایک بار نہیں کئی بار اس افسر سے معافی مانگتا ہے اور معافی نہ ملنے پر احساس شرمندگی اس کی جان لے لیتی ہے۔ اسی لیے اسے صاحب اخلاق انسان کہا گیا ہے۔	
	درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے تفصیلی جواب لکھیے۔ 20 (i) اردو زبان کے آغاز پر ایک تعارفی مضمون لکھیے۔ (ii) میرؔ اور غالبؔ کی غزل گوئی کے حوالے سے دبستان دہلی کی شاعرانہ خصوصیات بیان کیجیے۔ (iii) ترقی پسند تحریک کی ادبی خدمات تحریر کیجیے۔ (iv) فورٹ ولیم کالج کے قیام کے اسباب لکھیے اور اس کی ادبی خدمات بیان کیجیے۔	9

	جواب:	
10	(i) **اردو زبان کا آغاز** a) اردو زبان کی ابتدا b) اردو زبان کی ابتدا سے متعلق مختلف نظریات c) اہم مصنفین کے نام d) اہم شعرا کے نام e) اختتام	
10	(ii) **دبستان دہلی کی خصوصیات، میر و غالب کے حوالے سے۔** a) دبستان دہلی کا تعارف b) کلام میں سادگی، داخلیت اور تصوف کے عناصر c) غالب اور میر تقی میر کی غزل گوئی میں دبستان دہلی کی نمایندگی d) دیگر اہم شعرا کے نام	
10	(iii) **ترقی پسند تحریک کا تعارف** a) تحریک کے اغراض و مقاصد b) اہم مصنفین کے نام c) اہم شعرا کے نام d) اختتام	

10 **کل نمبر= 20**	(iv) **فورٹ ولیم کالج کا تعارف** a) فورٹ ولیم کالج کے اغراض و مقاصد b) فورٹ ولیم کالج کے اہم مصنفین کے نام c) فورٹ ولیم کالج کی اہم کتابیں d) اختتام	
	درج ذیل میں سے صرف تین سوالوں کے جواب لکھیے۔ 15 (i) افسانے کی تعریف لکھیے اور اس کے اجزائے ترکیبی بتائیے۔ (ii) غالب کے خطوط کی اہمیت بیان کیجیے۔ (iii) اقبالؔ کی نظم گوئی کی خصوصیات لکھیے۔ (iv) دبستان لکھنؤ کی خصوصیات لکھیے۔ **جواب:** (i) **افسانے کی تعریف اور اجزائے ترکیبی**	10
2	افسانے کی تعریف	
3	افسانے کے اجزائے ترکیبی	
(2+3=5)	(پلاٹ، کردار، مکالمہ، نقطۂ نظر) (ii) **غالب کے خطوط کی اہمیت**	
1	غالب کا تعارف (بحیثیت نثر نگار)	
	ادبی اہمیت کیا ہے؟	
2	تاریخی اہمیت کیا ہے؟	

2 (1+2+2=5) 5 5 **کل نمبر**= 15	(iii) **اقبال کی نظم گوئی کی خصوصیات** اقبال کا تعارف اقبال کی نظم گوئی کی خصوصیات (اقبال کی فکر کے مختلف پہلو) اقبال کی اہم نظمیں یا نظموں کے نام (iv) **دبستان لکھنؤ کی خصوصیات** دبستان لکھنؤ کا تعارف دبستان لکھنؤ کی خصوصیات اہم شعرا کے نام اور نمونہ کلام	
	درج ذیل سوالوں کے دیے گئے متبادل جوابات میں سے صحیح جواب چُن کر لکھیے۔ 5 (i) ''غالب جدید شعرا کی مجلس میں'' کے مصنف کا نام کیا ہے؟ (a) کنھیالا کپور (b) احتشام حسین (c) احمد جمال پاشا (ii) کرشن چندر کے رپورتاژ کا عنوان بتایئے ؟ (a) میں وہ (b) پودے	11

	(c) اس آباد خرابے میں	
	(iii) خوجی اور آزاد اردو کی کس مشہور تصنیف کے کردار ہیں؟	
	(a) فسانہ آزاد	
	(b) بیوہ	
	(c) اُمراؤ جان ادا	
	(iv) نظم ''گورِ غریباں'' کا شاعر کون ہے؟	
	(a) اقبال	
	(b) نظم طباطبائی	
	(c) ن۔م۔راشد	
	(v) خواجہ حسن نظامی ادب کی کس صنف کے لیے مشہور ہیں؟	
	(a) ناول	
	(b) انشائیہ	
	(c) خطوط	
	جواب:	
1	(i) (a) **کنھیالال کپور**	
1	(ii) (b) **پودے**	
1	(iii) (a) **فسانہ آزاد**	
1	(iv) (b) **نظم طباطبائی**	
1	(v) (b) **انشائیہ**	
کل نمبر= 5		